

اسحاق علی رضا
پی ایچ۔ ڈی سکالر /
ڈاکٹر روبینہ شہناز
صدر شعبہ اردو
نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد
کلام اقبال میں تصور توحید

(لا الہ الا اللہ) The philosophy and thoughts of Iqbal base upon the kalimah which pledge that there is no God except Allah and Muhammad (peace be upon him) is His messenger. So Kalimah Tayyba is the real key to understand the Allama Iqbal's thought comprehensively and accurately, whether they are in Urdu or in Persian. In other words we can say Monism is the most prominent feature of Iqbal's thoughts and here in this essay it is discussed thoroughly. As he says that kalmia is the real and essential energy to boost one's selfness. Selfness is nothing but the product of "La Ilaha Illallah".

No one can deny that Iqbal's philosophy stands on this selfness development theory and other all thoughts are also directly or indirectly springing out from this kalmia. This is the main characteristic which differentiate Iqbal from the other thinkers. ☆

علامہ اقبال اردو ادب میں اپنے فکر و فلسفے کی وجہ سے ایک خاص مقام پر ہیں۔ علامہ کے فکر و فلسفے کی ایک دیکھ کر طیبہ استوار ہے۔ لہذا فکر اقبال کی تفہیم کے لیے تصور توحید کی اہمیت ہے۔ اقبال کے اردو اور فارسی کلام میں جو واسطہ اور بلا واسطہ اس تصور کا واضح اظہار ہوا ہے۔ ان مضمون میں علامہ اقبال کے اردو کلام میں موجود ان تمام اشعار کو نو بحث کیا ہے جن کا تعلق ہے اور اس عقیدہ توحید سے ہے۔ اقبال کے بقول کلمہ توحید خودی کا چھپا ہوا بھید ہے۔ اے خودی کو تلوار قرار دیا جائے تو اس کی سان "لا الہ الا اللہ" ہے۔ توحید خالص کے بغیر خودی کی تلوار کچھ کام نہیں دے سکتی۔

علامہ اقبال کے فکری آراء اور تصورات میں کلیدی حیثیت خودی کو حاصل ہے جو "لا الہ الا اللہ" سے ماخوذ ہے جبکہ قی تصورات *۔ واسطہ بلا واسطہ یہ توحید کے دھوئے ہیں۔ اقبال اور دیگر مفکرین کے درمیان مابہ الامتیاز تصور توحید ہی ہے۔ علامہ کے اردو کلام میں اس کلمے کا اظہار کچھ اس طرح ہوا ہے۔

۱۔ کلام اقبال میں جہاں فقط ”لا“ ہے اس سے مراد کلمہ طیبہ کا پہلا حصہ یعنی ”لا الہ“ ہے۔

۲۔ جن اشعار میں ”الا“ ہے اس سے مراد کلمہ طیبہ کا ۵۵٪ حصہ یعنی ”الا اللہ“ ہے۔

۳۔ وہ اشعار جن میں ”لا الہ“ استعمال ہوا ہے اس سے مراد ”لا الہ الا اللہ“ ہے۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ”لا الہ“

علامہ اقبال کا پہلا اردو شعری مجموعہ ”لا الہ“ ہے اس مجموعے میں کلمہ طیبہ صرف دو جگہ ہے۔ دونوں مقامات پر مکمل کلمہ مستعمل نہیں ہوا۔ ہم کلمے کا پورا مفہوم ان اشعار سے ادا ہوتا ہے۔ ”لا الہ“ کی ۱۔ ”سوائی رام تیر تھ“ کے ۱۔ شعر میں کلمہ طیبہ کا مفہوم اس طرح سے بیان ہوا ہے۔

ہستی ۱۔ کرشمہ ہے دل آگاہ کا

لا کے دڑ میں نہاں موتی ہے لا اللہ کا

علامہ اقبال کو رام تیر تھ سوائی اس لیے عزیز ہے کہ وہ توحید کے رموز سے آگاہ تھا۔ علامہ نے اس آ میں رام تیر تھ کو ”قطر ب“، ”گوچر ب“ اور ”راز ر“ و ب کو فاش کرنے والا جیسے الفاظ بتائیے دیکھا ہے۔ مذکورہ اشعار میں رام تیر تھ کے دل کو ”دل آگاہ“ سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ تمام معبودوں کی ”لا“ دل آگاہ کا ہی کرشمہ ہے اور دل آگاہ ہی ”لا“ کے دڑ میں چھپا ہوا موتی ”الا اللہ“ کو چھپا ہے۔ اس شعر سے یہ مفہوم بھی اُن کیا جاسکتا ہے کہ: اے متعال کی وحدانیت کا اقرار وہ دل کر سکتا ہے جو خبر ہو اور وہی دل دڑیے ”لا“ میں غوطہ زن ہو کر ”الا اللہ“ کو چھپا ہے۔ ریہ، بے خبر اور مردہ دل کی اتنی صلاحیت نہیں کہ وہ توحید پر ری تعالیٰ کی شمع اپنے ر روشن کر دے۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے اس شعر کا ما: ”سورہ قصص آ ۸۸ کو قرار دیا ہے جس کا ترجمہ ہے: ”اور مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود۔ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے“۔ ۲

۳۔ بت مسلم ہے کہ فلرا قبل قرآن وحدہ سے ہی روشن ہے۔

”لا الہ“ کی ۱۔ اور ”تضمین“ شعر ایسی شاملو“ کے ۱۔ شعر میں ۵۵٪ کلمہ طیبہ ”لا الہ“ ہے۔ جہاں۔۔ ایسی شاملو کا تعلق ہے ان کے رے میں سید علی علیہ السلام لکھتے ہیں: ”ای ان سے ہندوستان آئے اور مدت۔۔ خان خان کے دڑ سے منسلک رہے۔ خوش گو شاعر تھے“۔ ۳

نہ تخم لا الہ تیری زمین شور سے پھوٹ

زمانے بھر میں رسوا ہے تیری فطرت کی زانی

کلام اقبال میں سرزمین مجاز مسلمانوں کا مرا ہونے کے خصوصی اہمیت رکھتا ہے۔ مذکورہ اشعار میں اقبال نے عربوں پر طنز کی ہے کہ ان کی زمین شور سے تخم ”لا الہ“ نہ پھوٹ۔ جبکہ پیغمبر اکرم اسی سرزمین پر مبلغ توحید بن کر آئے تھے۔ مرا اسلام میں رہتے ہوئے عربوں کی توحید ذمہ داری تھی ہے کہ وہ توحید کا پچا کرے۔ لیکن عربوں کی بے حسد اقبال د مسلمانوں کی نسبت توحید د لاں دکھائی دیتے ہیں۔

*۲۔ ل جبریل:

علامہ اقبال نے جہاں اپنی نظموں کے ذریعے اردوؔ نگاری کا رخ موڑا وہاں خودی اور مسائل خودی کے ذکر سے اردو غزل کو بھی ای۔ نئی ۵ دی۔ ان کے کلام میں ساقی، مئے، پیالہ، عشق، محبت اور صوفی و غلام جیسی اصطلاحیں نئے معنوں میں استعمال ہوئی ہیں۔ * ل جبریل کے کئی مقامات پر اس کلمہ کا استعمال اپنے بھرپور معنی کے ساتھ ہوا ہے۔ جیسے:

مٹا ۛ مے ساقی نے عالم من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لا الہ الا ھو

میرے ساقی نے مجھے ”لا الہ الا ھو“ (سورہ توبہ آ ۳۱) کی شراب پلا کر میں اور تو کا فرق مٹا ۛ۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں: ”K ن اپنی تمام تخلیقی فعالیت، تسخیر فطرت اور پدم سیما پر p والے جنوں کے وجود: اکا۔ غی نہیں ۛ کیو ۛ دی طور مسلمان ہے اور اس لیے بھی کہ کلمہ طیبہ ”من و تو“ منادیتا ہے۔“ ۛ

”لا الہ الا ھو“ کی شراب پلانے والا ساقی حضرت محمد کی ذات اہی ہیں۔ اس شراب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ لوگوں کے دلوں کو آپس میں 5تی ہے۔ اقبال کے ہاں ”ملت“ کا تصور اسی کلمے سے ماخوذ ہے جو کہ ”ملت اسلامیہ“ کے مفہوم میں مستعمل ہے۔ چو ۛ اسلام نے ر۔ ۛ کے فرق کو مٹا ۛ اور دہ اسلام میں داخل ہونے والوں کو جسم واحد سے تعبیر کیا ہے۔ اس تصور کے با اقبال نے عالم اسلام کو اپنا مخاطب قرار ۛ۔

لہا (ھیشہ تہذ ۛ حاضر ہے مئے لا سے

1 ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیالہ الا

عہد اقبال میں یورپی د* میں دوآ یوں کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی ان میں سے ای۔ آ یہ سوشلزم کا تھا جبکہ دوسرا نیشنلزم۔ ان دوآ یوں کی ۛ تمام معبودوں کی ۛ یعنی ”لا الہ“ ۛ استوار تھی 1 ”الا اللہ“ سے عاری تھے۔ ان دوآ یوں نے پوری د* کے سیاسی آ م کو کافی متاثر کیا یہاں۔ کہ ہندوستانیوں نے بھی ان خیالات کو کافی حد۔ قبول ۛ شروع کیا تو اقبال نے ان دلفری ۛ وں کی حقیقت کو واضح کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور ان آ یوں کی ۛ دپ ۛ والی تہذیبوں پ سخت تنقید کی۔ ان کے مطابق تہذ ۛ حاضر کے ہاتھوں میں محض ”لا“ کا پیالا ہے جو کہ ”مئے لا“ سے لبر ۛ ہے۔ اس شراب کے ۛ سے سوائے گمراہی کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اقبال مسلمانوں کو عقیدہ توحید سے دور کرنے دینے والی تحر ۛ کے عقیدتی او ۛ وی نقصا ۛ ت سے بچانے کی سعی کرتے آئے ہیں۔

قلندر ۛ دو حرف لا لہ کچھ نہیں ۛ

فقیہ شہر قاروں ہے لغت ہائے مجازی کا

: امست درویش کے پ ۛ صرف دو لفظوں کے سوا کچھ نہیں ۛ وہ عشق الہی میں مست ۛ ہے۔ ۛ کو توحید کا پیغام دیتا ہے اور توحید کے پ بند ۛ ہے جبکہ فقیہ شہر کے پ ۛ الفاظ اور عربی لغت کے بے ش ۛ نے موجود ہوتے ہیں 1 اس کا دل عشق الہی سے خالی

ہو۔ کلام اقبال میں مرد مومن اور K ن کامل کے لیے شاہین، مومن، درویش وغیرہ جیسے الفاظ بطور مرزا استعمال ہوئے ہیں اسی طرح اس شعر میں بھی قلندر سے مراد مرد مومن ہے۔ شعر کے دوسرے مصرع میں ”قاروں“ بطور تلخ ہے۔ فقیہ شہر کے پ س علم تو ہے 1 درس توحید نہیں دیتا ایسے فقہا کو اقبال قاروں سے تھپیہ دیتے ہیں۔

تو عرب ہو * عجم ہو ، لا الہ الا

لغتِ غریبہ ، # ۔ ، دل نہ دے گواہی

اس شعر میں علامہ بلا تفریق ر۔ و± دل سے ”لا الہ الا اللہ“ کی گواہی دینے کو ہی فضیلت کا معیار قرار دیتے ہیں۔ ان اشعار کے ذیل میں اقبال نے خودی کے عارفوں کے مقام کو بھی بیان کیا ہے اور ساتھ ہی طریقِ خاںؒ ہی اپنی راضی کا اظہار بھی کیا ہے۔ جس کی خودی ہوا اقبال کے د۔ یہ وہ شاہِ بیخِ دشاہ ہے جس کی خودی مرگئی ہو وہ ”روسیا“ ہے۔ ع۔ ”جور ہی خودی تو شاہی نہ رہی تو روسیائی“ اقبال کے د۔ # ۔ ۔ مسلمان عملاً : اے متعال کی وحدۃ M کا ثبوت نہیں دیتا اس وقت ۔ غلامی، روسیائی اور گدائی کی ہ گئی بسر کرنے پر مجبور رہے گا۔

گلا تو گھوڑا * اہلِ مدرسہ نے ، ا

کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

کلام اقبال میں اہل مدرسہ کا ذکر ہے۔ یہ ہے اس سے مراد A م تعلیم ہے۔ عصر اقبال میں جو A م تعلیم انگریز سرکار نے رائج کیا اس میں توحید سے ڈیہ وہ مثلیت کو بے واں ہنے کا موقع 5۔ نتیجتاً توحید کے ماننے والوں کا عقیدہ متزلزل، کمزور اور مغلوب ہونے لگا۔ عیسائیت کے فروغ کے لیے حکومتی مشینری فعال ہو گئی اور A م تعلیم میں قرآن، حدیث اور اسلامی عقائد و اقدار کو آہستہ آہستہ ختم کرنے لگا جس کے نتیجے میں مسلمان بے عملی کی دلدل میں پھنسنے چلے گئے۔ ظاہر ہے۔ # اہل مکتب نے ہی موحدین کا گلا گھونڈا * یہ تو توحید کی صدا کہاں سے آئے گی۔ لہذا : ائی کی تلاش کے لیے خودی کی M اسلامی اقدار اپنی ہونی چاہیے۔

اے لا الہ کے وارث * بتی نہیں ہے تجھ میں

گفتار دلبرانہ کردار قاہرانہ

اس شعر میں موحدین کی بے عملی اور مقصد سے خالی گفتار و کردار اپنا درد دل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے مسلمان! تو ”لا الہ“ کے وارث ہو تمہارے * ”گفتار دلبرانہ“ اور ”کردار قاہرانہ“ کے حامل تھے وہ صرف : اکی بندگی کرتے تھے اور ان کی نگاہ سے کفار کا W تھے۔ لیکن اب فرنگیوں نے عالم اسلام کو لخصوص ایشیاء کے مسلمانوں پر وہ بجلی آدی ہے کہ مسلمان بندہ : W کی بجائے بندہ زمانہ بن گئے۔ ع۔ ”تو“ ہے ایشیاء میں سحر فرنگیانہ۔ ایسے مسلمانوں کو اقبال یہ مشورہ دیتے ہیں : ع۔ * بندہ : ابن * بندہ زمانہ“ یعنی اللہ کی وحدۃ M اور اس کی بندگی کو قبول کرنے کے بعد کسی اور چیز کی طرف رجوع کو زوال کا ! بنے گا۔

ضم کدہ ہے جہاں اور مرد حق ہے خلیل

یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا الہ میں ہے

اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں: ”لا الہ میں یہ نکتہ چھپا ہوا ہے کہ حضرت خلیلؑ کی ناپ عمل کو چاہیے۔ یعنی اس کا کام یہ ہے کہ بتوں کو توڑے اور § خانے کو صاف کر دے۔“ ۱۵
 قبال کے دینے والا ایہی عمل کرتے ہوئے تمام بتوں کو توڑ کر دیکھتا ہے جس کا مقام مہر و ماہ سے بھی آگے ہے۔ کار
 ۱۶ ایہی کو وہی ۱۰ م دے سکتا ہے جو عقیدہ توحید کے اسرار و رموز سے واقف ہو۔

علم کا وجود اور فقر کا وجود اور

اشہد ان لا الہ اشہد ان لا الہ

اس آ میں اقبال نے فقر اور علم کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فقر کو علم کا حیح دی ہے۔ کلام اقبال میں فقر صوفیانہ اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں ہوئے اس ضمن میں سید علیؒ لکھتے ہیں:

”فقر کلام اقبال میں تصوف کی وہ اصطلاح نہیں جو مسکنت، عجز، بے بسی اور افلاس سے متعلق ہے بلکہ یہ مرد

مومن کا مال د* سے استغناء ہے اور ساتھ ہی زمانہ قیامت کا معلم بھی ہے۔“ ۱۷

اقبال کے دینے والا علم بھی ”اشہد ان لا الہ“ کا ورد کرتا ہے اور فقر بھی اسی کلمے کا تکرار کرتا ہے لیکن دونوں کا تصور بالکل مختلف ہے بقول
 اقبال: علم کا مقصد * کی عقل ہے جبکہ فقر کا مقصد ”عفت قلب“ ہے۔

تمام معبودوں کی Q کر کے صرف: اکی وحدۃ M میں مست ہوتا مکتب فقر میں ثواب جبکہ مکتب علم میں H ہ ہے: ع ”فقر میں مستی
 ثواب علم میں مستی H ہ۔“

اقبال کے دینے والا توحید کے ل. # تنق خودی فقر کی سانچہ ہوتی ہے تو: ”۱۸۔ سپاہی کی ضرب کرتی ہے کار سپاہ۔“

مرد سپاہی ہے وہ اس کی ذرہ لا الہ

سایہ شمشیر میں اس کی پنہ لا الہ

اقبال نے اپنی مشہور ”مسجد قرطبہ“ میں مرد سپاہی کی خصوصیت اور توحید پر اس کے ایمان کی پختگی کو بیان کیا ہے۔ مذکورہ بالا شعر اسی
 A میں ماخوذ ہے۔ اس شعر میں اقبال نے مرد مومن کو ۱۹۔ ایسے سپاہی سے نسبت دی ہے جس کی ذرہ ”لا الہ“ ہے اور تلوار کے سائے میں
 بھی اس کی پناہ گاہ ”لا الہ الا اللہ“ ہے۔ (حدیث § میں بھی کلمہ طیبہ کو اللہ کا مضبوط قلعہ قرار دیا H ہے) مسلمانوں کا نصب العین توحید دعوت
 توحید ہے اسی کے لیے جینا اور مڑنا ۲۰۔ سچے مسلمان کی نگاہ کا اہم ترین مقصد ہے۔ پھر فیر اسلوب ۲۱» ری مرد سپاہی اور ”لا الہ“ کی
 وضاحت # کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مرد سپاہی سے مراد یہ ہے کہ یہ مثالی K ن خالق تقویٰ بی ہے اور اپنی کائنات کا خالق بھی ”لا الہ“ کا اشارہ

وحدانیت محض (Pure Theism) میں یقین سے ہے یعنی اس یقین کی وجہ و K ن تخلیقی قوتیں بھر

طرز ۲۲۔ وئے کار آتی ہیں۔“ ۲۳

جہاں۔ مسجد قرطبہ کا تعلق ہے اس مسجد کی بنا سپاہ 6 کے امور غلیفہ عبدالرحمن نے آٹھویں صدی عیسوی کے ۲۴ میں رکھی تھی۔

مسلمانوں کی عالی شان مساجد میں مسجد قرطبہ کو اہم مقام حاصل ہے۔

۳۔ ضرب کلیم:

اقبال کے اردو کلام کا تیسرا مجموعہ ”ضرب کلیم“ اس دور میں لکھی گئی۔ # علامہ دکا { چھوڑ چکے تھے۔ اس مجموعے میں ”لا الہ الا اللہ“ کے عنوان سے پوری آ موجود ہے۔ جس میں اقبال نے کلمہ طیبہ کو خودی کا ”سر نہاں“ قرار دیا ہے۔ فلسفہ اقبال کی دسی کلمہ استوار ہے۔ اس آ میں کلمہ طیبہ کے C دی % اکا تکرار ہر شعر میں ہوا ہے۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ا۔ مسلمان کی نگہ میں اصل اہمیت اسی عقیدے کو حاصل ہے۔ اس تصور کو قبول کرنے کے بعد اس کے تقاضوں پر پورا اٹانے کی کوشش کرتا ا۔ یہ موحّد کے لیے ضروری ہے۔ عالم اسلام میں اقبال کی اہمیت اور اس کے فلسفے کا فروغ اسی کلمے سے پیوستہ ہے۔ اس کلمے کے فیض سے کلام اقبال اور فکر اقبال ہمیشہ رہے گی۔ مذکورہ آ میں اقبال لکھتے ہیں:

خودی کا سر نہاں لا الہ الا اللہ

خودی ہے تیغِ فساں لا الہ الا اللہ

خودی کا چھپا ہوا از کلمہ طیبہ ہے اقبال خودی کو تلوار سے تشبیہ دیتے ہیں ”ساقی“ مہ“ میں کہتے ہیں ع ”خودی کیا ہے، تلوار ہے“ خودی آ تلوار ہے تو اسے تیز کرنے والی سان ”لا الہ الا اللہ“ ہے۔ توحید کے بغیر خودی کی تلوار کند ہے۔

یہ دور اپنے . اہم کی تلاش میں ہے

صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

اقبال عہد + کو ضروری دور سے تشبیہ دیتے ہیں جس میں غیر اللہ کی طرف جھکاؤ ورنہ، ذنب، ڈھتا جا رہا ہے۔ \$ بستی مختلف شکل میں اب توحید خالص پنا آ آچکی ہے وطنیت، حکومت اور ذاتی مفادات سے وابستہ \$ قابل ذکر ہیں۔ ان تمام بتوں کو توڑ کر مرد مومن اور K ن کامل کا شیوہ ہے۔ اقبال کے د۔ یہ د* ا۔ \$ خانہ ہے۔ اس \$ خانے میں توحید کی صدا بلند کرنے والے مردانِ حق ہر زمانے میں پیدا ہوتے رہے ہیں * رنخ میں حضرت ا۔ اجماع کی \$ شکنی بہت مشہور ہے اقبال نے ان * ر [واقعات سے بہت سی تعلیمات مستعار لی ہیں۔ حضرت ا۔ اجماع سے متعلق تعلیمات میں قرآنی اسماعیل، آتش نرو، آزر اور صنم کدہ شامل ہے۔ پ و فیر اسلوب ا >> ری ”صنم کدہ“ کا استعاراتی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”صنم کدہ“ کی تکیب یہاں استعاراتی مفہوم میں تصورات کے ان ادہام کے لیے استعمال کی گئی ہے جو K نی ذہن کو * نئے مطلق

کی وابستگی سے ہٹا دیتے ہیں اور اس لیے اس صنم کدے کو مسمار کرنا لازم ہو جاتا ہے۔“ ۵۔

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا

فریبِ سود و ژیں لا الہ الا اللہ

اقبال مسلمانوں کو د* کی ر۔ رلیوں سے دور رہنے اور توحید کا علمبردار W کا درس دیتے ہیں کہ اے مسلمانو! تم تو توحید کے ماننے والے ہیں د* کی مال دود { توحید کے مقابلے میں کوئی قدر و قیمت نہیں R b۔ تم د* کی مال دود { اور اس کے نفع و نقصان میں پڑے

ہوئے ہو۔ یہ سراسر توحید کے منافی ہے۔ توحید تو یہ ہے کہ: ا کے مقابلے میں د* کی ہر چیز سے ہاتھ اٹھالیں اور اللہ کے ساتھ نفع کا سودا کریں۔ دنیوی نفع و نقصان کے چکر میں تم مبتلا ہو اس \$ کو صرف ”لا الہ الا اللہ“ کی ضرب سے توڑا جاسکتا ہے۔ چوہد* اور اس کی تھگی عارضی ہے جبکہ % دی تھگی + ی ہے۔ مومن % دی تھگی + کی + \$ کے پیش آ دنیوی تھگی کے نفع نقصان کو آ دس میں نہیں تھگی ہے۔

یہ مال و دو { د* یہ رشتہ و پیچ
بتان وہم و گمان لا الہ الا اللہ

اے کلمہ توحید! ایمان ر p والو! د* کی مال و دو { اور د v رشتے طے وہم و گمان کے بتوں کی طرح ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ان تمام بتوں کو توڑو اور ان تمام تعلقات کو ختم کرو جو: ا کے مقابلے میں ہیں ا۔ مسلمان کے لیے از بس ضروری ہے کیونکہ توحید کا تقاضا یہی ہے کہ K ن صرف اللہ سے اپنا تعلق مستحکم کرے۔ وہم اور گمان کے مقابلے ”یقین“ ہے اور یقین کے رشتوں کا تعلق توحید سے ہے۔ ”یقین کے رشتوں کا تعلق توحید سے ہے توحید ہے تو یہ % رشتے بھی ہیں ورنہ یہ توحید کے راستے کے \$ ہیں“۔ د* کے رشتوں کے لیے % ت کی تھگی کو بھلا دینا توحید کے منافی ہے۔ ”قرآن میں: اخود ارشاد فرماتے ہیں ”وما الحیوة الد* الامتاع الغرور“۔ ☆ تمام غیر اللہ سے یقین کا رشتہ توڑتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑو 8 توحید خالص ہے۔ اقبال اپنی شاعری میں توحید خالص پ زور دیتے ہیں۔

۔ % ہوئی ہے زمان و مکان کی تھری !

نہ ہے زماں، نہ مکاں لا الہ الا اللہ

اللہ زمان اور مکان سے ماوراء ہے۔ کلام اقبال میں زمان و مکان کا ذکر تھری رہتا ہے اس کی وضاحت # کرتے ہوئے اسلوب ا» ری لکھتے ہیں: ”اقبال کی رائے میں زمان و مکان کے تصورات دراصل * کے مطلق کی وہ توجیہات ہیں جنہیں K نی فکر نے تھاشا ہے“۔ * کے مطلق سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ مولانا غلام رسول مہر اس شعر کی وضاحت # میں لکھتے ہیں:

”عقل نے اپنے روش پ زمان و مکان کا تھری رہن رکھا ہے حقیقت حال پ آ رکھی جائے تو نہ زمان کی کوئی

اصل ہے نہ مکان کی۔ اصل صرف لا الہ الا اللہ ہے“۔ ا

علامہ اقبال نے اپنے کلام میں عقل کو ا۔ خاص تناظر میں بیان کیا ہے۔ اقبال کے د۔ عقل کی رسائی مادی نفع نقصان۔ محدود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال عقل کی اس کمزوری کو مآ ر p ہوئے عشق کو عقل پ تھج دیتے ہیں۔ اللہ کے سچے عشاق کے طور پ علامہ نے حضرت ا۔ اہیم خلیل اللہ اور حضرت امام حسین کی تھری نیوں کا ذکر کیا ہے۔ عشق ا۔ اہیمی اور صبر حسینی پ عقل حیران اور محو تھاشا ہے۔ مذکورہ * لا شعر میں اقبال نے عقل کی وسعت اور عشق: ا ی میں اس کے کردار کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ زمان و مکان کی تھری ہے اور جو زمان و مکان سے ماوراء ہے وہ توحید ر تعالیٰ ہے۔

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں * پند

بہار ہو کہ % لا الہ الا اللہ

اقبال اس شعر میں نغمہ توحید اور دV نغموں کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دV نغمہ ہائے % گی موسم یعنی فصل گل کا * پند ہیں لیکن نغمہ توحید وہ نغمہ ہے جو کسی موسم کا پند نہیں اور ہر موسم اور ہر لحظہ یہ نغمہ دل کو بھاتا ہے۔ اس شعر سے یہ مفہوم بھی ا: ہوتا ہے کہ صدائے توحید ہر فضا میں بلند ہونی چاہیے چاہے قوم کمال کی بلندیوں پہ بھڑپستی میں آئی ہوئی ہو۔ دونوں صورتوں میں توحید کی اشا (د) اس کا پہلا اوصی دی فرض ہے۔ ہر فضا میں توحید کا E ہلگانے والا K ن اقبال کا پند K ن ہے۔ اقبال نے مثالی K ن کے: وخال قرآن وحدہ K کی روشنی میں پیش کیے ہیں۔ ڈاکٹر سید عبداللہ اقبال کے مثالی K ن کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اقبال کا پند K ن ذی علم ہو سکتا ہے 1 چالاک، تندہ & اور خود غرض نہیں ہو سکتا“۔ ۱۲ انہیں خصوصیات کے حامل K ن ہی فصل گل سے بے * زہو کر ”لا الہ الا اللہ“ کا نغمہ گا h ہیں۔

اآ چہ % ہے جما (کی آستینوں

مجھے ہے حکم اذلا لا الہ الا اللہ

اقبال کے د:۔ جما (سے مراد مسلمان قوم ہے اور اس قوم کی بے حسی، توحید سے دوری اور غیر اللہ کی طرف جھکاؤ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے غیر اسلامی تمدن، معاشرت، تہذیب و ثقافت اور ر:۔ و± کے بے شمار %، اشے ہوئے ہیں مجھے ان تمام باتوں کو ”لا الہ الا اللہ“ کی ضرب سے توڑنے کا حکم H ہے اور اسلام کی سچی تصوی کو پیش کرنے کا فریضہ سو H ہے۔ اس شعر میں اقبال اپنی فکری بلندی کا اظہار کر رہے ہیں یہ شعر تعلیمات اقبال میں سے ا:۔ ہے۔ % غلنی کی K حضرت ا. اہم ہے اور اقبال:۔ ر. مسلمانوں کو K ا. اہمی عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ مجموعی طور پہ اس A سے ہم یہ نتیجہ ا: کر h ہیں کہ ”فری % سود و ڈی“ اور ”بتان و ہم و گماں“ کو شکست دینے نیز ”صم کدہ“ میں موجود باتوں کو توڑنے کا واحد وسیلہ اور ہتھیار ”لا الہ الا اللہ“ ہے۔

اقبال کی شاعری میں لفظ % وسیع معنی کا حامل ہے۔ ان کے د:۔ پتھر اور لکڑی کے شیدہ مجھے ہی % نہیں بلکہ ذاتی خواہشات، وطنیت، غرض تمام غیر اللہ سے قلبی وابستگی % پستی ہے۔ اقبال نے ان تمام چیزوں کی شدت مخالفت کی ہے۔ توحید خالص اقبال کا مطح A ہے اور یہی چیز توحید:۔ اللہ کا تقاضا بھی ہے۔

% نے کہہ بھی % لا الہ تو کیا حاصل

دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ شعر کی A ”تصوف“ میں ماخوذ ہے۔ اس A میں اقبال نے صوفیاء کی تک د* اور خودی سے بے خبری پخت طر کی ہے۔ اقبال کے د:۔ صرف کلمہ طیبہ کا ر. ن. ورد کرنے سے موحد نہیں C بلکہ % د کے ساتھ ساتھ قلب و نگاہ سے بھی موحد ہونے کا ثبوت دینا لازمی ہے۔ بقول سید علی %: ”صرف کلمہ پھ ے ا:۔ عقیدہ کا اظہار ضرور ہوتا ہے لیکن . #۔ K ن واقعی کلمہ طیبہ کی رمز سے آگاہ

نہ ہو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ موحد ہے۔ توحید کے معانی مطلع H ہے۔ ۳۱۔ مذکورہ اقتباس کو مدآ p ہوئے رموز توحید اقبال کی آگہی کا مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کلمہ طیبہ کے رموز سے جس قدر اقبال آشنا ہیں اردو شاعری میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اقبال کی A میں صرف بڑی اقرار کافی نہیں بلکہ قلب و نگاہ توحیدی ر۔ میں ر۔ جا N۔ یعنی دل کی گہرائیوں سے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرے اور یقین کے مرحلے۔ پہنچ جا N۔

نہاد تہ گی میں ابتدا لا انتہا الا

پیام موت ہے . # لا ہوا الا سے بیگانہ

مذکورہ بلا شعر جس A میں شامل ہے اس کا عنوان ”لا والا“ ہے علامہ کے د۔ یہ تہ گی کی طبیعت اور خلقت کی ابتداء ”لا“ سے ہوئی ہے یعنی تمام معبودوں کی O سے اور اس کی انتہا یعنی تہ گی کا سفر ”الا“ پر ختم ہوتا ہے صرف اللہ کی معبود K اور اسی سے اپنا رشتہ جوڑے رکھنا مقصد خلقت K نی ہے۔ دعوت حق میں ”لا“ کا مرحلہ پہلے اور ”الا“ کی منزل بعد میں آتی ہے۔ دوران سفر ”لا“، ”الا“ سے الگ ہو یعنی صرف O معبود کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر ”الا“ کے موتی۔ رسائی حاصل نہ کر ا۔ اقبال کے د۔ یہ پیغام موت ہے۔ ”لا“ تو آغاز ہے اور جس آغاز کی کوئی منزل نہ ہو تو اس میں موت کا پیغام پوشیدہ ہوتا ہے۔

حریف نکتہ توحید ہو سکا نہ حکیم

نگاہ چاہیے اسرار لا الہ کے لیے

یہ شعر اقبال کی A ”حکیم نطشہ“ کا پہلا شعر ہے۔ نطشہ دہنی کا مشہور فلسفی تھا لیکن وہ: اکا G ہے انہوں نے ”فوق ۱ 2“ کا A یہ پیش کیا اور ساتھ ہی یہ بھی پیش کیا کہ #۔ K ن کے سامنے: اکا تصور موجود ہے اس وقت۔ K ن موجودہ غلامانہ حالات سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اسی لیے نطشہ خیر و شر کا قائل نہیں۔ اقبال کے ”مرد مومن“ اور نطشہ کے ”فوق ۱ 2“ کے درمیان بعض اشتراکات موجود ہیں لیکن دونوں A ت میں اصولی فرق واضح ہے۔ البتہ اقبال ان سے متاثر ضرور ہیں اسی لیے انہوں نے کہیں ”حکیم“ اور کہیں ”محبذب فرنگی“ سے دیکھا ہے۔ اقبال نے ان کے لیے کہا تھا: ع ”قلب ادمومن دماغش کا فرا &“

بقول علامہ میر: ”نطشہ کے قلب کا مومن ہوتا اقبال کے لیے اتنا دلکش ہے کہ وہ اس کے دماغ کے کافر ہونے کی فکر نہیں کرتا۔“ ۳۱۔ اقبال اور نطشہ دونوں K ن کی عملی قوتوں میں حر و حرارت پیدا کرنے پر زور دیتے ہیں۔ اس ہم آہنگی کے وجود دونوں نکتہ توحید سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اقبال کے خیال وہ بے شک حکیم ہے لیکن ان کی حکمت اور فلسفے نے اسے غلط راستے پر ڈال دیا اور وہ محذب فرنگی ”لا“ سے ”الا“ کی طرف قدم نہ اٹھا سکا۔ نکتہ توحید جہاں نطشہ منظر سے ہے وہاں اقبال اپنی فکری آب و تاب کے ساتھ اپنی بھرپور شنا # کر رہا ہے اور نطشہ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

اَ ہوتا وہ محذب فرنگی اس زمانے میں

تو اقبال اس کو سمجھتا مقام کبڑا کیا ہے!

وہ حکیم تھا لیکن اس کی نگاہ اور بصیرت اس قدر وسیع نہیں تھیں کہ وہ اسرار لا الہ الا اللہ کو درک کر سکے۔ اقبال کی فکری وسعتوں اور

تیز نگاہوں کی دلیل ہے کہ وہ ”لا“ سے ”الا“۔۔۔ کا سفر نہ صرف طے کیا بلکہ دوسروں کو بھی اس سفر کے خوف و خطر اور لذت و سرور سے آشنا کیا۔

جوہر میں ہو لا الہ تو کیا خوف
تعلیم ہو گو فرنگیانہ

علامہ اقبال اپنی ”جاوید“ سے ”میں اپنے W سے مخاطب ہو کر کہتے کہ آ توحید فطرت میں رچی ہوئی ہو تو یورپی تعلیم کچھ نہیں کر سکتی۔ فرنگی A م تعلیم اقبال نے سخت تنقید کی ہے اور ڈ. رائل مدرسہ کے A م تعلیم کے نہ I، M، نے والے جوانوں کو عقیدہ توحید سے منسلک رہنے اور خودی کے تحفظ کا حکم دیا ہے۔ اپنے W جاوید اقبال کو خطوط کے علاوہ منظومات کی صورت میں بھی یہ نصیحت کی ہے کہ آ تمہاری فطرت میں توحید رچی ہوئی ہو تو مغربی A م تعلیم اور ان کی تہذیب J تمہیں عقیدتی سطح نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اقبال نے # از فرنگی کو سحر سحر سے تشبیہ دی ہے۔ اقبال: ڈ. مسلمانوں کو عزت و رفعت کا احساس دلا کر ان کی # گی میں تحریہ پیدا کرو۔ چاہتے تھے اقبال اپنے اس A یے میں کامیاب بھی ہوئے موجودہ پاکستان A یہ اقبال اور پیغام اقبال کا عملی ثبوت ہے۔

ہے مرے سینہ نور میں اب کیا * قی

لا الہ مردہ و افسردہ و بے ذوق غمور

اس شعر میں غالباً اقبال اپنی قلبی کیفیت کا اظہار نہیں کر رہے بلکہ مسلم امہ کا ایہ فرد ہونے کے طے طے حالات کی تصویر پیش کر رہے ہیں۔ ”لا الہ الا اللہ“ اقبال سمیت تمام مسلمانوں کے g کا نور ہے لیکن اب یہ سینہ توحید کے نور سے خالی ہے اب ان سینوں میں منور عقیدہ توحید ٹھہرا رہا ہے اور اس میں حر و حرارت کی کوئی روح A نہیں آتی۔ ذوق نمود ختم ہو گئی ہے۔ ”لا الہ“ جو مسلمانوں کے دلوں میں # ہ تھا وہ دل اب مردہ ہو چکا ہے مردہ دلوں میں بسنے والا ”لا الہ“ اپنے I ات نہیں دکھا سکتا کیونکہ ظرف کی وسعت کے مطابق مظروف اپنے I ات دکھاتا ہے۔ اس شعر میں اقبال نے مسلمانوں کی مردہ دلی، بے عملی، عدم احساس ذمہ داری اور ان کی افسردگی، اپنے کرب کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی اپنے عہد کے مسلمانوں کے ایمان کی عکاسی بھی کی ہے۔

اسی سرور میں پوشیدہ موت بھی ہے، ی

تے + ن میں آ سوز لا الہ نہیں!

اس شعر کی وضاحت # سے قبل اس سے پہلے شعر کا بیان ضروری ہے جس میں اقبال کے مرد مومن کی منزل بیان کرتے ہوئے کہتے

ہیں:

فر۔ سے بہت آگے ہے منزل مومن

قدم اٹھا! یہ مقام انتہائے راہ نہیں

اقبال اس طرح کے اشعار میں صغیر کے تعلیم۔ فتنہ جوانوں سے مخاطب ہیں جو اعلیٰ تعلیم کے لیے سفر یورپ اختیار کرتے ہیں 1

یورپ کی مادی اور عارضی فضا میں گم ہو جاتے ہیں وہاں کی تہذیب J و ثقافت اور جسمانی سہولیات و خواہشات کا اسیر ہو کر اپنی منزل سے غافل

ہوتے ہیں جبکہ مردِ مومن کی منزل یورپ سے بہت آگے ہے۔ یورپ تو کیا فرشتوں کے مقام سے بھی ارفع ہے۔ اس کی مثال رسول اکرمؐ کی معراج ہے۔ اقبال نے کبھی تعلیم کی مخالفت نہیں کی بلکہ ان کا A یہ تعلیم روحانی اور مادی دونوں ضرورت سے وابستہ ہے۔ ڈاکٹر محمد وسیم اکبر لکھتے ہیں: ”اقبال کا فلسفہ تعلیم K ن کی روحانی اور مادی ضرورت کا علمبردار ہے۔ اس نظام تعلیم میں فرد کی سیرت و کردار اور تسخیر کائنات کی صلاحیتوں کو شوقاً دے کر عملی بنی گئی کے تقاضوں کو پورا کرنا شامل ہے۔“ ۱۵۔

ا کوئی A تم تعلیم مادی ضرورت کو پورا کر لے لیکن K ن کی روحانی ضرورت کو پورا کرنے سے قاصر ہو اور فرد کی تسخیر کائنات کی صلاحیتوں کو چھین لے تو اس A تم تعلیم میں اقبال کے دے۔ موت چھپی ہوئی ہے۔ عہد اقبال کے مسلمان فکری O راور بن گئی میں عدم توازن کے شکار تھے اور اپنے موجد ہونے کا عملاً ثبوت دینے سے قاصر تھے جس کے نتیجے میں تصور توحید محض اللہ کو ا۔ ماننے کی حدت۔ منحصر H تھا لیکن اقبال کے دے۔ عقیدہ توحید کا پھیلاؤ وحدت فکر۔ پہنچتا ہے۔ بقول ڈاکٹر وحید قریشی:

”تصور توحید محض: اکوا۔ ماننے پر منحصر نہیں بلکہ علامہ اس کی ترویج کرتے ہوئے اسے بنی گئی کے مختلف

پہلوؤں میں پھیلاتے ہیں K ن ذہن کے حوالے سے یہ ا۔ ویژن (Vision) ہے اور وحدت فکر پر

نتیجہ ہے۔“ ۱۶۔

علامہ کے خیال میں مغربی تہذیب S نے امت کو عملاً موجد W سے روک رکھا ہے۔ نئی ± کو اقبال اسی خطرے سے خبر p کی کوشش کرتے ہیں کہ تمہاری منزل یورپ سے کہیں آگے ہے۔

۴۔ ارمغان حجاز:

”ارمغان حجاز“ اقبال کا ۱۹۱۸ء کی شعری مجموعہ ہے جس کا ا۔ حصہ فارسی میں اور دوسرا حصہ اردو اشعار پر مشتمل ہے۔ اقبال اپنے ۱۹۱۸ء میں مدینہ منورہ چاہتے تھے لیکن جسمانی کمزوری کے با ان کی آرزو حسرت میں بدل گئی۔ اس مجموعے کی اہمیت اس سے بھی ہے کہ اس میں اقبال کی مشہور A ”ابلیس کی مجلس شوریٰ“ موجود ہے۔ ”ارمغان حجاز“ حصہ اردو میں دو مقامات پر کلام اقبال میں ”لا الہ“ استعمال ہوا ہے البتہ ان دونوں جگہوں میں سے ”لا الہ الا هو“ ا۔ مرتبہ ہے۔ ”هو“ عربی میں ضمیر غا ہے یہاں ”هو“ سے مراد اللہ ہی ہے:

۔ جہاں کی روح رواں لا الہ الا هو

مسیح و میخ و چلیپا یہ ۱۹۱۸ء کیا ہے

A م کائنات کی روح عقیدہ توحید ہے ہر چیز اللہ کی قدرتِ کاملہ کی وجہ سے قائم ہے اور اس کی مظہر ہے۔ مسلمان اللہ کی یکتائی پر ایمان p ہیں جبکہ عیسائی تثلیث کے قائل ہیں۔ قرون وسطیٰ میں عالمی سطح پر عیسائی مبلغین کی تبلیغ اور مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کی بے پناہ سازشوں کے با عقیدہ توحید مسلمانوں کی عملی بنی گئی سے نکل کر صرف مذہب اور فلسفے کی حدت۔ محدود ہو کر رہا تھا۔ علامہ اقبال نے اس محدود S کو ختم کرنے کی عملاً کوشش کی۔:

”توحید اسلامی کے مفہوم کا اطلاق قرون وسطیٰ میں مذہب اور فلسفے کی حدت۔ محدود ہو کر رہا تھا علامہ اقبال

مذکورہ بالا شعر میں اقبال مسلمانوں کو اسی جانے \$ متوجہ کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ کو پھانسی نہیں ملی بلکہ وہ زندہ ہیں اے مسلمانو! پھر تمہارے درمیان مسیح، میخ اور صلیب کا 100% کیا ہے؟

110

اردو ادب کی رخنہ میں جن شخصیات نے اردو ادب کو فکری، آئی اور فلسفیانہ فکر سے روشناس کرایا ان میں علامہ اقبالؒ کا نام سر فہرست ہے۔ اقبال کی انقلابی اور آئی تی سوچ نے نہ صرف اردو ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے بلکہ ہماری مجموعی فکری گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔

حوالہ جات

☆۔ القرآن، سورۃ الحجۃ آیہ: ۱۲

- ۱۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز، لاہور، ص ۸۷۲
- ۲۔ غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر، ”اقبال اور قرآن“، اقبال اکادمی، پاکستان، ۱۹۸۸ء، ص ۲۲۷
- ۳۔ علامہ علی محمد، سید، ”تلمیحات اقبال“ سنگ میل A X لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۲۸، ۲۷
- ۴۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، ”اقبال کی فکری میراث“، ماقبال لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۵۷
- ۵۔ غلام رسول مہر، مولانا، ”مطالعات“، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۱۷
- ۶۔ علامہ علی محمد، سید، ”تلمیحات اقبال“، ص ۱۷۸
- ۷۔ اسلوب احمد، ڈاکٹر، ”اقبال کی تیرہ نظمیں“، مجلس ادب، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۱۳۰
- ۸۔ ایضاً، ص ۱۹۶
- ۹۔ اسرار علی، ”کلیات اقبال“، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز، لاہور، سن ۵۹۵
- ۱۰۔ اسلوب احمد، ڈاکٹر، ”اقبال کی تیرہ نظمیں“، ص ۱۹۶
- ۱۱۔ غلام رسول مہر، مولانا، ”مطالعات“، ضرب کلیم، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۱۳۰
- ۱۲۔ سید عبداللہ، ڈاکٹر، ”مسائل اقبال“، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۲۷۲
- ۱۳۔ علامہ علی محمد، سید، ”تلمیحات اقبال“، ص ۴۱۹
- ۱۴۔ علامہ میر، ”اقبال کے فکر کے مآب“، ای۔ جلیو، ”مشمولہ“، سہ ماہی ”پیغام آشنا“، ثقافتی تونصیلٹ اسلامی جمہوریہ پاکستان، اسلام آباد، شمارہ ۲۵، اکتوبر، دسمبر، ۲۰۰۸ء، ص ۱۰۹۔
- ۱۵۔ محمد وسیم اکرم شیخ، ڈاکٹر، ”علامہ اقبال کا آئی تی تعلیم“، مشمولہ، ایضاً، علامہ اقبال خصوصی نمبر، شمارہ ۱۱-۱۲، مارچ، ۲۰۰۳ء
- ۱۶۔ وحید قریشی، ڈاکٹر، ”اساسیات اقبال“، اقبال اکادمی، پاکستان، ۲۰۰۳ء، ص ۱۴۷
- ۱۷۔ ایضاً، ص ۱۳۵
- ۱۸۔ اسلوب احمد، ڈاکٹر، ”اقبال کی تیرہ نظمیں“، ص ۱۹۴

۱۹۔ فتح محمد ملک، پروفیسر، ”علامہ اقبال، زیہ حقائق اور آسانی تصورات“، مضمون، ماہنامہ ”اخبار اردو“، مقتدرہ قومی ڈین اسلام
۴۔ د، جلد ۲۵، شمارہ ۱۱، نومبر، ۲۰۰۸ء، ص ۴